روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعرات 29 نومبر 2012ء 14 محرم 1434 ہجری 29 نبوت 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 275

اللہ کے اچھے اور برے بندے

حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے برے بندے وہ ہیں جو غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں۔ پیاروں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں۔ اور نیک لوگوں کو مشقت اور ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (مسند احمد حدیث نمبر:1732)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت قمرالدین صاحب لکھتے ہیں:۔

ایک مجلس میں والد مکرم میاں خیرالدین صاحب نے بیان کیا کہ جب مرزا نظام الدین صاحب کا بڑا لڑکا مسمی دل محمد فوت ہوا تو ہم تینوں بھائی تعزیت کے لئے ان کے پاس گئے۔ تو ان کی حالت سخت صدمہ رسیدہ تھی۔ دل محمد کا ذکر کرتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس اثنا میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرنے لگے کہ دل محمد کی بیماری کے دوران میں مجھ سے بے حد ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ ڈاکٹر اور طبی امداد بروقت بھیجتے رہے ہیں۔ اس ہمدردانہ سلوک سے متاثر ہو کر کہا کہ یہ دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔

میرزا نظام الدین حضرت صاحب کے اشد ترین مخالفین میں سے تھے۔ ان کا یہ قول بتاتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے مخالفین سے بھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے پیش آتے تھے جس کی وجہ سے مجبور ہو کر مخالفین کو آپ کی تعریف کرنی پڑی۔ (اخبار الحکم قادیان 7 اپریل 1937ء)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میاں (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔ (سیرت المہدی جلد اول ص 176)

حضرت مسیح موعود کے اخلاق اور برتاؤ کا جو حضور، حافظ حامد علی صاحب سے کرتے تھے۔ ان پر ایسا اثر تھا کہ وہ بارہا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے میں نے تو ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں بلکہ زندگی بھر حضرت کے بعد کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔ باایں سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود ص 349)

پریس ریلیز

مکرم چودھری نصرت محمود صاحب کراچی کی شہادت

مورخہ 19/اکتوبر 2012ء کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں قاتلانہ حملے کا نشانہ بننے والے مکرم چودھری نصرت محمود صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ ان کی عمر 68 سال تھی۔ یاد رہے کہ 19/اکتوبر کو ہونے والی ٹارگٹ کلنگ میں ان کے داماد مکرم سعد فاروق صاحب موقع پر راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے تھے۔ جبکہ مکرم چودھری نصرت محمود صاحب کے سمدھی اور مکرم سعد فاروق صاحب کے والد مکرم فاروق احمد صاحب کاہلوں اس واقعہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے اور مکرم سعد فاروق صاحب کے بھائی مکرم عماد فاروق صاحب ماتھے پر گولی لگنے سے زخمی ہوئے تھے۔ مکرم چودھری نصرت محمود صاحب گزشتہ کئی سال سے نیویارک امریکہ میں مقیم تھے اور اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں پاکستان آئے تھے جو مکرم سعد فاروق صاحب کی شہادت سے شادی کے صرف تین دن بعد بیوہ ہو گئیں۔ قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہونے سے مکرم نصرت محمود صاحب کی حالت انتہائی تشویشناک تھی اور وہ ڈاکٹرز کی تمام تر کوشش کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔

باقی صفحہ 8 پر

جنریٹر برائے فروخت

دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان میں ایک عدد جنریٹر 5KV برائے فروخت موجود ہے۔ تین روز تک دفتر کے اوقات میں چیک کیا جاسکتا ہے۔

رابطہ نمبر دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان

047-6212982

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر 19

دیباچہ تفسیر القرآن ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور خلق عظیم

مگر یہ چند لوگ کب تک اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لشکرِ کفّار کا ایک گروہ آگے بڑھا اور اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد کے سپاہیوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا پہاڑ کی طرح وہاں کھڑے تھے کہ زور سے ایک پتھر آپ کے خود پر لگا اور خود کے کیل آپ کے سر پر گھس گئے اور آپ بیہوش ہو کر اُن صحابہؓ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپ کے اِردگرد لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے اس کے بعد کچھ اور صحابہؓ آپ کے جسم کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے اور اُن کی لاشیں آپ کے جسم پر جا گریں۔ کفّار نے آپ کے جسم کو لاشوں کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر سمجھا کہ آپ مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ مکہ کا لشکر اپنی صفوں کو درست کرنے کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ جو صحابہؓ آپ کے گرد کھڑے تھے اور جن کو کفّار کے لشکر کا ریلا دھکیل کر پیچھے لے گیا تھا اُن میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ میدان سب لڑنے والوں سے صاف ہو چکا ہے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور وہ شخص جس نے بعد میں ایک ہی وقت میں قیصر اور کسریٰ کا مقابلہ بڑی دلیری سے کیا اور اُس کا دل کبھی نہ گھبرایا اور کبھی نہ ڈرا وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ اِتنے میں مالکؓ نامی ایک صحابی جو اِسلامی لشکر کی فتح کے وقت پیچھے ہٹ گئے تھے کیونکہ اُنہیں فاقہ تھا اور رات سے اُنہوں نے کچھ نہیں کھایا تھا جب فتح ہو گئی تو وہ چند کھجوریں لے کر پیچھے کی طرف چلے گئے تا کہ اُنہیں کھا کر اپنی بھوک کا علاج کریں۔ وہ فتح کی خوشی میں ٹہل رہے تھے کہ ٹہلتے ٹہلتے حضرت عمرؓ تک جا پہنچے اور عمرؓ کو روتے ہوئے دیکھ کر نہایت ہی حیران ہوئے اور حیرت سے پوچھا۔ عمر! آپ کو کیا ہوا؟ اِسلام کی فتح پر آپ کو خوش ہونا چاہئے یا رونا چاہئے؟ عمرؓ نے جواب میں کہا مالک! شاید تم فتح کے معاً بعد پیچھے ہٹ آئے تھے تمہیں معلوم نہیں کہ لشکرِ کفّار پہاڑی کے دامن سے چکر کاٹ کر اِسلامی لشکر پر حملہ آور ہوا اور چونکہ مسلمان پراگندہ ہو چکے تھے اُن کا مقابلہ کوئی نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ سمیت اُن کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اور مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ مالکؓ نے کہا عمر!! اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو آپ یہاں بیٹھے کیوں رو رہے ہیں؟ جس دنیا میں ہمارا محبوب گیا ہے ہمیں بھی تو وہاں جانا چاہئے۔ یہ کہا اور وہ آخری کھجور جو آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ منہ میں ڈالنے ہی والے تھے اُسے یہ کہتے ہوئے زمین پر پھینک دیا کہ اے کھجور! مالک اور جنت کے درمیان تیرے سِوا اور کونسی چیز روک ہے۔ یہ کہا اور تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں ایک آدمی کر ہی کیا سکتا تھا مگر خدائے واحد کی پرستار روح ایک بھی بہتوں پر بھاری ہوتی ہے۔ مالکؓ اِس بے جگری سے لڑے کہ دشمن حیران ہو گیا۔ مگر آخر زخمی ہوئے پھر گرے اور گر کر بھی دشمن کے سپاہیوں پر حملہ کرتے رہے جس کے نتیجہ میں کفّارِ مکہ نے اِس وحشت سے آپ پر حملہ کیا کہ جنگ کے بعد آپ کی لاش کے 70 ٹکڑے ملے حتیٰ کہ آپ کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ آخر ایک اُنگلی سے آپ کی بہن نے پہچان کر بتایا کہ یہ میرے بھائی مالک کی لاش ہے۔

وہ صحابہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تھے اور جو کفّار کے ریلے کی وجہ سے پیچھے دھکیل دیئے گئے تھے کفّار کے پیچھے ہٹتے ہی وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک کو اُنہوں نے اُٹھایا اور ایک صحابی عبیدہ بن الجراحؓ نے اپنے دانتوں سے آپ کے سر میں گھسی ہوئی کیل کو زور سے نکالا جس سے اُن کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا اور صحابہؓ نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہو جائیں۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع ہونا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ جب دامنِ کوہ میں بچا کھچا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی اور کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا تا ایسا نہ ہو دشمن حقیقتِ حال سے واقف ہو کر حملہ کر دے اور زخمی مسلمان پھر دوبارہ دشمن کے حملہ کا شکار ہو جائیں۔ جب اسلامی لشکر سے اِس بات کا کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ اُس کا خیال درست ہے اور اس نے بڑے زور سے آواز دے کر کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھی حکم فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ تب عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے اُنہوں نے اُس کے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں مت ڈالو اور خاموش رہو۔ اب کفّار کو یقین ہو گیا کہ اِسلام کے بانی کو بھی اور اُن کے دائیں بائیں بازو کو بھی ہم نے مار دیا ہے۔ اِس پر ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل ۔ اُعْلُ ھُبَل ۔ ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو کہ اُس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، ابوبکرؓ کی موت کے اعلان پر اور عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کی نصیحت فرما رہے تھے تا ایسا نہ ہو کہ زخمی مسلمانوں پر پھر کفّار کا لشکر لوٹ کر حملہ کر دے اور مٹھی بھر مسلمان اُس کے ہاتھوں شہید ہو جائیں۔ اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپ کی روح بے تاب ہو گئی اور آپ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی۔ اَللّٰہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک ہی معزز ہے اور اُس کی شان بالا ہے اور اس طرح آپ نے اپنے زندہ ہونے کی خبر دشمنوں تک پہنچا دی۔ اس دلیرانہ اور بہادرانہ جواب کا اثر کفّار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اِس کے کہ اُن کی اُمیدیں اس جواب سے خاک میں مل گئیں اور باوجود اس کے کہ اُن کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے ہوئے تھے جن پر حملہ کر کے اُن کو مار دینا مادی قوانین کے لحاظ سے بالکل ممکن تھا وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جس قدر فتح اُن کو نصیب ہوئی تھی اُسی کی خوشیاں مناتے ہوئے مکہ کو واپس چلے گئے۔

اُحد کی جنگ میں بظاہر فتح کے بعد ایک شکست کا پہلو پیدا ہوا مگر یہ جنگ درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان تھا۔ اس جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کو پہلے کامیابی نصیب ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے عزیز چچا حمزہؓ لڑائی میں مارے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق شروع حملہ میں کفّار کے لشکر کا علمبردار مارا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خود آپ بھی زخمی ہوئے اور بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ اِس کے علاوہ مسلمانوں کو ایسے اخلاص اور ایمان کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا جس کی مثال تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔

چند واقعات تو اِس اخلاص اور ایمان کے مظاہرہ کے پہلے بیان ہو چکے ہیں ایک اور واقعہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے صحابہؓ کے دلوں میں کتنا پختہ ایمان پیدا کر دیا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہ کی معیت میں پہاڑ کے دامن کی طرف چلے گئے اور دشمن پیچھے ہٹ گیا تو آپ نے بعض صحابہ کو اِس بات پر مامور فرمایا کہ وہ میدان میں جائیں اور زخمیوں کی خبر لیں۔ ایک صحابی میدان میں تلاش کرتے کرتے ایک زخمی انصاری کے پاس پہنچے۔ دیکھا تو اُن کی حالت خطرناک تھی اور وہ جان توڑ رہے تھے۔ یہ صحابی اُن کے پاس پہنچے اور اُنہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اُنہوں نے کانپتا ہوا ہاتھ مصافحہ کے لئے اُٹھایا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں انتظار کر رہا تھا کہ کوئی ساتھی مجھے مل جائے۔ اُنہوں نے اِس صحابی سے پوچھا کہ آپ کی حالت تو خطرناک معلوم ہوتی ہے کیا کوئی پیغام ہے جو آپ اپنے رشتہ دار کو دینا چاہتے ہیں؟ اُس مرنے والے صحابیؓ نے کہا ہاں! ہاں! میری طرف سے میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا اور اُنہیں کہنا کہ میں تو مر رہا ہوں مگر اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تم میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اے میرے بھائیو اور رشتہ دارو! وہ خدا کا سچا رسول ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت میں اپنی جانیں دینے سے دریغ نہیں کرو گے اور میری اس وصیت کو یاد رکھو گے۔

مرنے والے انسان کے دل میں ہزاروں پیغام اپنے رشتہ داروں کو پہنچانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اتنے بے نفس ہو چکے تھے کہ نہ اُنہیں اپنے بیٹے یاد تھے، نہ بیویاں یاد تھیں، نہ مال یا دتھا، نہ جائیدادیں یاد تھیں اُنہیں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی یاد رہتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ دنیا کی نجات اِس شخص کے ساتھ ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد اگر ساری اولادیں زندہ رہیں تو وہ کوئی بڑا کام نہیں کر سکتیں، لیکن اگر اِس نجات دہندہ کی حفاظت میں اُنہوں نے اپنی جانیں دے دیں تو گو ہمارے اپنے خاندان مٹ جائیں گے مگر دنیا زندہ ہو جائے گی۔ شیطان کے پنجہ میں پھنسا ہوا انسان پھر نجات پا جائے گا اور ہمارے خاندانوں کی زندگی سے ہزاروں گنے زیادہ قیمتی بنو آدم کی زندگی اور نجات ہے۔

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمیوں اور شہداء کو جمع کیا، زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی اور شہداء کے دفنانے کا انتظام کیا گیا۔ اُس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ ظالم کفّارِ مکہ نے بعض مسلمان شہداء کے ناک کان بھی کاٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ جن کے ناک کان کاٹے گئے ہیں اُن میں خود آپ کے چچا حمزہؓ بھی تھے۔ آپ کو یہ نظارہ دیکھ کر افسوس ہوا اور آپ نے فرمایا کفّار نے خود اپنے عمل سے اپنے لئے اُس بدلہ کو جائز بنا دیا ہے جس کو ہم ناجائز سمجھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس وقت آپ کو وحی ہوئی کہ کفّار جو کچھ کرتے ہیں اُن کو کرنے دو تم رحم اور انصاف کا دامن ہمیشہ تھامے رکھو۔

☆☆☆☆☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ناروے کے دورہ 2011ء کے دوران

واقفین نو کلاسز میں شفقتوں کے اچھوتے انداز اور انمول و پُر معارف نصائح

مکرم افتخار احمد انور صاحب

ناروے کے واقفین نو کے ساتھ کلاس

سید نا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 28 ستمبر 2011ء کو بیت النصر ناروے میں واقفین نو کی کلاس میں ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم دانیال احمد نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم نعمان احمد انور نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزم نعمان احمد انور نے آنحضرت ﷺ کی حدیث پیش کی۔

بعدازاں سات بچوں پر مشتمل ایک گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعود کے عربی قصیدہ ؎

یا عین فیض اللہ والعرفان
یسعیٰ الیک الخلق کالظمان

سے منتخبہ دس اشعار پیش کئے۔

اس کے بعد عزیزم ابرار احمد نے نماز کے قیام اور اس کی اہمیت کے بارہ میں تقریر کی اور اپنی اس تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود کے اقتباسات پیش کئے۔

بعدازاں عزیزم سید منصور احمد نے ہم احمدی کیوں ہیں؟ کے عنوان پر اپنا مضمون پیش کیا۔ مضمون پیش ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اچھا مضمون تیار کرلیا ہے۔

بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

عزیزم اسامہ جمیل نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس نظم کے بعد دو بچوں نے مل کر ناروے کے شمالی علاقہ Nordkapp پر ایک معلوماتی مضمون پیش کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

آپ لوگوں نے بڑے اچھے عناوین چنے ہیں۔ پہلے نماز کی اہمیت کے بارہ میں مضمون تھا۔ لیکن میں نے جائزہ لیا ہے۔ مضمون تو پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن جب پوچھا جائے کہ پانچ نمازیں کس کس نے پڑھی ہیں تو بہت کم ہوتے ہیں پڑھنے والے۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ صرف مضمون پڑھنے سے فرض پورا نہیں ہوجاتا۔

حضور انور نے فرمایا واقفین نو کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ سونے سے قبل اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے پانچ نمازیں ادا کرلی ہیں۔ اس طرح آپ کو خود پتہ لگ جائے گا کہ ہم کس حد تک پابندی کررہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا نماز برائی سے روکتی ہے لیکن بہت سے نمازیں پڑھنے والے ایسے لوگ ہیں، مسلمانوں کے بچے ہیں جو آکر بیت پر پتھر، گند اور گندے پمفلٹ وغیرہ پھینک جاتے ہیں۔ اب ان کو نماز برائی سے نہیں روک رہی۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ خالص ہوکر میرے پاس آؤ۔ میں تمہارا ہر کام، ہر فعل دیکھ رہا ہوں۔ ہر حرکت دیکھ رہا ہوں۔ تو صاف دل اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازیں برائیوں سے روکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے رک جاؤ تو تب فائدہ ہوگا۔ کسی کی تقریر کرنے یا ایک سال بعد مضمون پڑھنے سے فائدہ نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا جو دس سال سے اوپر ہیں ان سب پر نماز فرض ہے۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتے اور ان کے ماں باپ ان کو جگاتے ہیں اور یہ آگے سے ہوں، ہاں کرکے سوجاتے ہیں تو یہ غلط چیز ہے۔

آنحضرت ﷺ اتنے رحمدل تھے کہ آپ سے کسی کی کوئی تکلیف برداشت نہ ہوتی تھی تو آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو لوگ نمازوں پر نہیں آتے میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیوں کا ایک گٹھا لوں اور ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔

اس زمانہ میں بھی بعض لوگ مسجد میں نہیں آتے تھے۔ مجلسیں لگاتے تھے۔ تو نمازیں رہ جاتی تھیں۔ آجکل بھی TV ہے، ڈرامے ہیں، انٹرنیٹ ہے، رات دیر تک یہ چیزیں دیکھتے رہتے ہیں اور پھر فجر پر آنکھ نہیں کھلتی۔

حضور انور نے فرمایا آپ سب کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ نے پیدائش سے قبل وقف کیا تھا تاکہ جماعت کو خوبصورت تحفہ پیش کریں جو جماعت کی خدمت کرنے والا ہو۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہو۔ اگر یہ احساس آپ لوگوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو وقف نو کے ٹائٹل لگ جانے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا دوسرا مضمون یہ پڑھا گیا ہے کہ ہم احمدی کیوں ہیں؟ اصل یہ ہے کہ آپ اپنے عملی نمونے دکھائیں۔ آپ کے باپ دادا کو توفیق مل گئی، والدین کو توفیق مل گئی تو انہوں نے مان لیا۔ لیکن وقف نو میں سے تو کوئی ایسا نہیں ہوسکتا جس نے قبول کیا ہو۔ پس یہ احسان جو ماں باپ، باپ دادا کا ہے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے احمدیت قبول کی اور احمدیت پر قائم رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہمیں ان نمونوں پر چلنا ہوگا جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمائے۔ عرب کے بگڑے ہوئے لوگ چور تھے، ڈاکو تھے، قاتل تھے، شرابی تھے۔ لیکن وہ ایسے نیک بن گئے کہ ہر برائی چھوڑ دی اور سچائی کو ایسا اختیار کرلیا کہ ان کے ہر قول و فعل میں سچائی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو سچ نہیں بولتے اور جھوٹ بولتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو خدا پر یقین نہیں ہے۔ جھوٹ سے کام لینے والا شرک کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سارے گناہ بخش سکتا ہوں لیکن شرک نہیں۔

وقف نو گہرائی میں جاکر سوچیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقف نو والے گہرائی میں جاکر سوچیں کہ کس طرح ہم نے زندگی گزارنی ہے کس طرح دین کا پیغام پہنچانا ہے بہت سارے ایسے ہیں جو جامعہ میں نہیں جاسکیں گے اور دوسرے فیلڈ میں جائیں گے۔ آپ نے پڑھائی مکمل کرکے اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کرنا ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے جماعت سے یہ پوچھنا ہے کہ ہم نے اپنی پڑھائی مکمل کرلی ہے۔ اب ہمارے لئے کیا ہدایت ہے۔ ہم اپنے آپ کو جماعت کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرکز آپ کو ہدایت دے گا کہ آپ نے آئندہ کیا کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے پائلٹ بننا ہے تو جماعت کو تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو بہت شوق ہے تو باقاعدہ اجازت لے لے۔ جب جماعت کے جہاز ہوں گے تو ضرورت ہوگی۔ لیکن اب ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بزنس کرنا ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ خلیفہ وقت کرے گا کہ آیا آپ نے جماعت کی خدمت کرنی ہے یا کوئی دوسرا کام کرنا ہے، کسی کمپنی میں کام کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہر لیول پر آپ کو پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا ہے جماعت کو ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، میڈیا اور مختلف زبانوں میں ٹرانسلیشن کے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ آپ کو فائدہ اسی تعلیم کا ہوگا جو جماعت کی مرضی سے آپ حاصل کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا ناروے کے واقفین نو یاد رکھیں کہ اگر ان کے ذہن میں ہے کہ ناروے کے واقفین، ناروے میں ہی رہیں گے تو ایسا نہیں ہوگا۔ جہاں جماعت کو ضرورت ہوگی وہاں بھیج دیا جائے گا۔ اس چیز کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔

واقفات نو ناروے کے ساتھ کلاس

حضور انور نے مورخہ 28 ستمبر 2011ء کو بیت النصر ناروے میں واقفات نو کی کلاس میں ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات نو بچیوں کی کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ ندرت انور نے کی اور اس کا اردو ترجمہ قدسیہ عتیق نے پیش کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث صفیہ سحر قیصرانی نے پیش کی۔

بعدازاں پردہ سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود کا اقتباس عزیزہ سحر طارق نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ بشریٰ بدر نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کس طرح شکر کروں اے میرے سلطاں تیرا

خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ افرح فرحت نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حضرت اماں جان کا انداز تربیت اور قیمتی نصائح کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ شمائلہ محمود نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

مولا مرے قدیر مرے کبریا میرے
پیارے مرے، حبیب مرے دلربا میرے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس نظم کے بعد عزیزہ مدیحہ عروج نے ''حیا اور پاکدامنی احمدی لڑکی کی شان اور پہچان'' کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ نائلہ اکرم بھٹی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ناروے تشریف لانے کی خوشی میں یہ نظم پیش کی۔ ؎

دو بچیوں عزیزہ مدیحہ عروج اور عزیزہ ملاحت ورک نے جزائر Swalbard پر معلوماتی مضمون پیش کیا۔ یہ جزائر نارتھ کیپ سے آگے سمندر میں نارتھ پول کے قریب ترین علاقہ میں واقع ہیں۔

پردے کا معاملہ ساری دنیا کا ہے

واقفات نو بچیوں کی طرف سے جو مختلف مضامین اور نظمیں پیش ہوئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پردے کے اوپر آپ نے بڑا اچھا مضمون پیش کیا ہے۔ لیکن صرف اچھا مضمون پیش کرنے سے پردہ نہیں ہو جاتا۔ پردے کا معاملہ تو ساری دنیا میں ہے لیکن یورپ میں خاص طور پر ہے۔ ایک وقت میں ناروے کے بارہ میں پردہ کے حوالہ سے زیادہ شکایتیں آتی تھیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ناروے میں ایک بڑا سخت خطبہ دیا تھا۔ میں نے بھی اپنے خطبہ میں اس کی مثال دی تھی اور اس کا ذکر کیا تھا۔ کیونکہ مجھے ذاتی تجربہ تو نہیں ہے لیکن ان دنوں کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ پردہ کے بارہ میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ لندن میں مجھے ایک دفعہ وقف نو بچی ملنے آئی۔ اس نے جو پردہ کیا ہوا تھا اس کے کوٹ کے بازو یہاں تک (کہنیوں تک) تھے۔ ایسے پردہ کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ واقفات نو کا جو پردہ ہے اور جب وہ بڑی ہو جاتی ہیں تو ان کا جو لباس ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ مضمون میں بتایا گیا ہے۔ حیا ہونی چاہئے اور جب حیا ہوگی تو آئندہ پردے کا احساس بھی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا پھر اس بچی سے جو ملاقات کے لئے آئی تھی میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ تم سر پر دوپٹہ یا چادر لیتی ہو یا نہیں۔ سکارف باندھتی ہو یا نہیں وہ ایک باریک سی چنی یا سکارف جسے کہتے ہیں وہی اس کے سر پر ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لیکن بہرحال اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں پردہ کروں گی اور اس کے بعد سنا ہے کہ وہ پردہ کرتی ہے تو یہ پردہ کرنے کا احساس جب تک واقفات نو میں پیدا نہیں ہوگا بڑے بڑے دعوے اور نظمیں پڑھنا کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ابھی یہاں ناروے میں ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ ان میں میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض عورتیں ملنے آتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد نقاب ان کا باہر نکلا ہے۔ چھ سال قبل 2005ء میں یہاں ملاقاتیں ہوئی تھیں تو ملاقات کے لئے چھ سال کے بعد یہ نقاب باہر نہیں نکلنا چاہئے بلکہ روز نکلنا چاہئے اور اس کے نمونے واقفات نو نے ہی قائم کرنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جیسا کہ میں نے کہا کہ نمونے واقفات نو نے ہی قائم کرنے ہیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ لوگ چھوٹی ہیں۔ میں نے ابھی جرمنی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر ان کو یہی کہا تھا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بڑے اپنا حق، اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے اور جو (دینی) تعلیم ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور جس طرح جماعت کی خدمت کرنی چاہئے ویسے نہیں کر رہے تو پھر نوجوان آگے آجائیں۔

حضور انور نے فرمایا لجنہ کی اور ناصرات کی تنظیم بھی اسی لئے بنائی گئی تھی اور اسی لئے واقفات نو کو بھی قبول کیا جا رہا ہے۔ واقفات نو اس طرح تو Active Role ادا نہیں کر سکتیں۔ جس طرح ہمارے وہ (مربی) ادا کر سکتے ہیں جن کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر اور ملازمت میں لے کر بطور (مربی) بھجوایا جاتا ہے اور جہاں اکیلی عورت تو جا نہیں سکتی۔ صرف مرد ہی جا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا پس جو واقفات نو بچیاں ہیں انہوں نے عورتوں میں، لڑکیوں اور بچیوں میں اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہاں ایک دو کے سوا باقی بچیاں دس سال سے اوپر کی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اب دس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے۔ جو (دین) کی تعلیم کے مطابق Mature (ایک سمجھ بوجھ رکھنے کی) عمر ہے جس میں نماز ادا کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اب نماز ایک ایسی عبادت ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور پانچ وقت ادا کرنی ہے اور اس عبادت کو اللہ اور اس کے رسول نے دس سال کی عمر میں فرض کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمر میں تمہارے ہر عمل میں ایک تبدیلی ہو جانی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بچیاں کہتی ہیں کہ ہم تو ابھی چھوٹی ہیں۔ گیارہ، بارہ سال کی ہیں۔ بڑی ہوں گی تو ہم سکارف پہن لیں گی یا کوٹ پہن لیں گی تو اگر دس سال تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا تو پھر بڑے ہو کر بھی یہ احساس کبھی بھی پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ واقفات نو نے دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ اپنے لوگوں کے لئے بھی اور اپنی قوم کے لئے بھی نمونہ بننا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس عزم کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ اپنے لوگوں کے لئے بھی اور اس قوم کے لوگوں کے لئے بھی دعوت الی اللہ کریں گے اور ناروے کے نارتھ میں وہاں تک جائیں گے جہاں 2008ء میں جھنڈا لہرا دیا تھا۔ اس ایک جھنڈا لہرانے سے، ایک نمائش لگانے سے یا ایک آدمی کو قرآن کریم دینے سے انقلاب نہیں آجایا کرتے۔ اس کا پھر Follow Up بھی ہونا چاہئے۔ باقاعدہ پیچھے پڑ کے دیکھنا ہوگا کہ ہم نے جو کام کئے ہیں ان کو آگے کہاں تک پہنچایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس ایک لیکچر سے، ایک تقریر سے نہ تو پردے قائم ہو سکتے ہیں اور نہ ہوں گے جب تک کہ ہر ایک کے دل میں یہ احساس نہیں ہوگا کہ ہم نے جو باتیں سنی ہیں ان پر عمل کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا رات کو سونے سے قبل بجائے TV ڈرامہ دیکھنے کے یا TV ڈرامہ کوئی اچھا ہے تو بیشک دیکھ لو لیکن میں اس میں کسی قسم کا ننگ نہیں ہونا چاہئے۔ یا انٹرنیٹ پر لمبا وقت گزارنے کی بجائے وقت پر سونے کی عادت ڈالیں تا کہ نماز پر اٹھ سکیں اور پھر سونے سے قبل یہ جائزہ بھی لیں کہ ہم نے آج کیا کیا کام کئے ہیں جو ایک واقفہ نو کے لئے ضروری ہیں۔ جب نمازیں فرض ہیں تو کیا ہم نے ادا کی ہیں۔ قرآن شریف پڑھنے کا حکم ہے تو کیا ہم نے پڑھا ہے اور یہ بھی کہ قرآن شریف کے کسی حکم پر ہم نے غور کیا ہے اور اس میں بیان شدہ تعلیم اور معانی نکالے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا آپ لوگوں نے آگے جا کر پڑھانا ہے۔ دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ صرف یہ نہیں کہ ایک واقفہ نو ڈاکٹر بن جائے گی، ایک ٹیچر بن جائے گی یا اور کچھ نہیں تو تھوڑی سی پڑھائی کر کے اتنا ہی کافی ہے کہ شادی ہو جائے اور اپنے گھر میں چلی جائے بلکہ آپ لوگوں نے ہر جگہ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ پس ان نمونوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک رات سونے سے پہلے آپ خود اپنا جائزہ نہ لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی دوسرا آپ کا جائزہ لے گا تو جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔ لیکن جب آپ خود اپنا جائزہ لیں گی تو جھوٹ نہیں بول سکتیں۔ جب اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیں گی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم کو دیکھ رہا ہوں تو پھر آپ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سچائی کے ساتھ اپنا جائزہ لیں گی۔ کیونکہ نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

فحشاء سے بچاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے ایک خطبہ جمعہ فرمودہ 24/اکتوبر 1997ء بمقام بیت الفضل لندن میں نماز میں حصول توجہ کا ایک طریق بتاتے ہوئے فرمایا:

فحشاء میں مبتلا لوگوں کی نماز کی طرف توجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ نماز میں قیام ضروری ہے اور جو لوگ فحشاء میں مبتلا ہوں ان کے لئے نماز کا قیام بڑا مشکل ہے کیونکہ فحشاء ان کو اپنی طرف کھینچے گی اور بار بار ان کی نماز کو گرا دے گی۔ قیام نماز کے لئے ضروری ہے کہ تم فحشاء سے باز آجاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو عمر بھر کی نمازیں رائیگاں جائیں گی۔ ان کا کچھ بھی فائدہ تمہیں نہیں پہنچے گا۔

حضرت مسیح موعود نے اس مسئلہ کے حل کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ''پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں۔ نماز کا مزا نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو اور حضور قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو''۔

(ملفوظات جلد سوم ص 434)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب فرماتے ہیں:۔

ایک روز غالباً وفات سے دو دن پہلے حضور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے مکان کے ہال کمرہ میں نماز ظہر و عصر ادا فرما کر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور کے سامنے پندرہ بیس احباب تھے اور میں بھی حاضر تھا۔...... اس وقت حضور نے کچھ باتیں بطور نصیحت فرمائیں۔ ان میں سے حضور کے یہ الفاظ مجھے آج تک خوب یاد ہیں کہ ''جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لئے دوہرا گھاٹا ہے''۔ حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

جہاں تک مجھے یاد ہے یہ حضور کی آخری نصیحت یا وصیت تھی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

(حیات طیبہ از حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل ص 352)

مکرم خواجہ منظور صادق صاحب

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب
امیر ضلع راولپنڈی کا ذکرِ خیر

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب امیر جماعت راولپنڈی یکم جولائی 2012ء کو جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کے لئے لندن گئے تھے۔ وہ ہر سال لندن جاتے تھے اور پھر جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کرنے اور امام ہمام سے جی بھر کے ملاقاتیں کرکے گرمیوں کے دو اڑھائی ماہ وہاں مقیم اپنے بچوں کے پاس گزارنے کے بعد واپس آجاتے تھے۔ امسال جلسہ سالانہ یوکے چونکہ کچھ تاخیر سے منعقد ہو رہا تھا اس لئے ان کا پروگرام وہاں کچھ لمبا ہو گیا تین ماہ ہونے کو تھے کہ ستمبر کے اواخر میں اغلباً 24 یا 25 ستمبر کو امام ہمام سے الوداعی ملاقات کرنے اور واپسی کی اجازت لینے کی غرض سے آپ نے حضور انور سے ملاقات کی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی آپ واپس نہ جائیں کچھ روز مزید یہاں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ آپ نے بلاچون وچرا سرِتسلیم خم کیا اور واپسی کا پروگرام مؤخر کر دیا۔

خاکسار کی ہر دوسرے تیسرے دن ٹیلی فون پر محترم امیر صاحب سے بات ہوتی تھی کیونکہ آپ جاتے وقت اپنے دفتر میں خاکسار کو کچھ ذمہ داریاں سونپ گئے تھے لہٰذا روزانہ آپ کے دفتر میں حاضری دینا اور مفوضہ ذمہ داری ادا کر کے بعد دوپہر گھر واپس آنا اور ہر دوسرے تیسرے روز آپ کو یہاں کے حالات سے آگاہ رکھنا میرا معمول تھا۔ چنانچہ حضور انور سے متوقع ملاقات کے اگلے روز جب خاکسار نے رابطہ کیا تو آپ حضور سے ہونے والی ملاقات سے بہت خوش بلکہ خوشی سے نہال نظر آتے تھے تاہم ساتھ ہی فرمایا کہ حضور نے کچھ روز مزید رکنے کا ارشاد فرمایا ہے اس لئے فی الحال واپسی کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے اب جب حضور سے ملاقات ہو گی اور حضور اجازت دیں گے تو پھر واپسی کا پروگرام بنے گا۔

یوں ستمبر گزر گیا اور اکتوبر آ گیا جس میں آخری ہفتے میں عیدالاضحیٰ آ رہی تھی ہمارا گمان تھا کہ اب آپ عید بچوں کے ساتھ منا کر ہی اغلباً نومبر کے پہلے ہفتے میں واپس تشریف لائیں گے اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ 28 اکتوبر کو عید کی ایک ضیافت میں آپ کی حضور سے ملاقات متوقع ہے خیال یہ تھا اس ملاقات میں ہی آپ کو وطن واپسی کے لئے حضور انور کی طرف سے اجازت مل جائے گی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ 25 اکتوبر کو جمعرات کے روز خاکسار نے فون پر رابطہ کیا تو آپ کی طبیعت بہت خراب تھی چنانچہ فرمایا چندروز سے شدید فلو ہے اور بخار بھی۔ 25 اکتوبر کے بعد چونکہ پاکستان میں عید کی تعطیلات شروع ہونے والی تھیں اس لئے خاکسار نے عید کی پیشگی مبارک باد دینے اور چار روز عید کی چھٹیوں کے باعث یہاں دفتر بند رہنے کی اطلاع دیتے ہوئے آپ کی نحیف و کمزور آواز سے آپ کی علالت کا اندازہ لگاتے ہوئے مختصر بات کی، آپ نے بھی خلاف معمول راولپنڈی کے حالات کے بارے میں کچھ استفسار نہ کیا اور فون بند ہو گیا۔

عید سے ایک روز قبل یعنی 26 اکتوبر کو معلوم ہوا کہ طبیعت زیادہ خراب ہونے کے باعث آپ کو ہسپتال داخل کرا دیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹروں نے نمونیہ تشخیص کیا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو چونکہ گردے کی تکلیف کے باعث پیشاب کا مسئلہ بھی تھا اس لئے ڈاکٹروں کو فوراً ڈائیلائسز کرنا پڑا۔ 27 اکتوبر کو عید کے روز آپ سے باوجود کوشش کے رابطہ نہ ہو سکا جبکہ 28 اکتوبر کو رپورٹ ملی کہ آپ کی طبیعت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہے لیکن 29 کی سہ پہر معلوم ہوا کہ طبیعت بہت خراب ہے اور پھر شام سات بجے کے قریب یہ افسوسناک اور دلخراش خبر ملی کہ ہمارے پیارے امیر صاحب انتقال کر گئے ہیں۔

محترم امیر صاحب کی یہ بھی خوش بختی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں سے ہسپتال میں مسلسل رابطے میں رہے اور آپ کی صحت کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب کی خدماتِ سلسلہ کا دورانیہ تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ پر پھیلا ہوا ہے آپ کو زمانہ طالب علمی سے لے کر بڑھاپے تک کے طویل عرصہ میں خلافت ثانیہ، ثالثہ، رابعہ اور پھر خلافتِ خامسہ میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے اور اہم ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ کو خلیفہ وقت کے مقربین اور منظور نظر افراد میں شامل رہنے کی سعادت اور اعزاز نصیب ہوا۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے ایک انجینئر تھے اور اس حیثیت سے آپ کو ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں شوگر ملوں اور سیمنٹ فیکٹریوں کے جنرل مینیجر جیسے اہم عہدوں پر کام کرنے کے مواقع ملے اور ملازمت کے سلسلہ میں آپ جہاں بھی گئے جماعت کے نظام سے ہر جگہ دل و جان سے وابستہ رہے اور اہم جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔

نومبر 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر فرمایا جبکہ قبل ازیں آپ کو تقریباً ساڑھے چار سال محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کی امارت کے ایام میں بطور نائب امیر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرکز سلسلہ میں آپ کو بارہا شوریٰ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے کام کرنے کے علاوہ متعدد مرتبہ مجلس مشاورت کے صدر کے معاون کے طور پر ان کے ساتھ بیٹھنے اور ہاتھ بٹانے کا اعزاز نصیب ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے انتقال کے موقع پر آپ کو لندن جانے اور مجلس انتخاب خلافت کے ایک رکن کی حیثیت سے اجلاس میں شرکت کرنے اور بعد ازاں حضور کی تجہیز و تدفین میں جماعت راولپنڈی کی نمائندگی کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 2 نومبر 2012ء میں محترم فضل الرحمٰن خان صاحب کی خدمات، اوصاف، صلاحیتوں اور خوبیوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے جو آپ اور آپ کی اولاد کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

آپ کے دور امارت میں راولپنڈی کی جماعت نے عددی اور مالی غرض ہر لحاظ سے نمایاں ترقی کی ہم نے راولپنڈی کے سالانہ جلسے اور اجتماعات کی رونقیں دیکھیں اور جماعت کے نفوس و اموال میں برکت کی پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ مالی قربانیوں کے لحاظ سے راولپنڈی کا بجٹ جو پہلے لاکھوں میں ہوا کرتا تھا آپ کے دور امارت میں کروڑوں تک پہنچ گیا۔ لازمی چندہ جات، تحریک جدید اور وقف جدید میں جماعت راولپنڈی نے ہمیشہ خلیفہ وقت اور مرکز کی توقعات کو پورا کرتے ہوئے خوشنودی حاصل کی۔

آپ کے دور امارت میں راولپنڈی کا شمار ملک کی چند چوٹی کی جماعتوں میں ہونے لگا، اس میں محترم امیر صاحب کی ذاتی کوششوں، جانفشانی اور دن رات کی محنت اور دعاؤں کا بڑا عمل دخل ہوتا تھا۔ جب ہر سال جماعت ان چندوں میں اپنی اوّل یا دوم پوزیشن کو برقرار رکھتی تو محترم امیر صاحب کی زبردست خوشی آپ کے چہرے سے چھلکتی نظر آتی اور آپ ہمیشہ اسے ”فضلِ الٰہی“ اور خلافت کی برکت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور پھر کارکنوں کی دل کھول کو حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قیادت اور امارت کی قائدانہ صلاحیتوں سے خوب نوازا تھا، ہر عہدیدار اور کارکن سے اس کی اہلیت، قابلیت اور طاقت کے مطابق کام لینے کا آپ کو سلیقہ اور ڈھنگ آتا تھا اور ہر عہدیدار بلکہ جماعت کا ہر فرد آپ کے ہر حکم اور ارشاد کی تعمیل کرنے اور مفوضہ خدمات بجالانے میں خوشی محسوس کرتا اور اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتا تھا۔

آپ کے دور امارت میں ہی ”تاریخ احمدیت راولپنڈی“ کی تدوین و اشاعت ہوئی اور جو کام دس بارہ برسوں سے معرض التواء میں تھا وہ آپ کی ہدایت اور براہ راست راہنمائی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے لئے آپ کو کئی کئی روز گھنٹوں مسلسل بیٹھنا پڑا اس اہم تاریخی دستاویز کا ایک ایک لفظ پڑھا اور سنا اور مناسب ترمیم و تنسیخ کی اور لاکھوں روپے کے اخراجات کی پرواہ کئے بغیر اس کی اشاعت کی منظوری دی۔ پھر خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی پر جماعت راولپنڈی کو منفرد خلافت جوبلی سوونیئر شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اس کا تمام تر سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے کیونکہ آپ نے اس کے لئے حضور انور سے ایک خصوصی پیغام لینے کے علاوہ جماعت کے بزرگان اور خاندان حضرت مسیح موعود کی بعض خواتین مبارکہ سے بھی ذاتی طور پر رابطہ کر کے مضامین لکھوائے۔ جو اس سوونیئر کی زینت بنے۔

آپ غریبوں، یتیموں، بیوگان اور ہونہار طالب علموں کی ہر ممکن مدد کرنے میں حد درجہ خوشی محسوس کرتے اور اس کیلئے جہاں تک ممکن ہوتا مقامی فنڈ سے ورنہ مرکز سے امداد کا بندوبست کرتے۔ جماعت کے بزرگان، مربیان کرام اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کے افراد کا بے حد ادب واحترام آپ کی ایک منفرد خوبی تھی۔ ان میں سے تقریباً ہر ایک سے آپ کے ذاتی مراسم اور محبت و عقیدت کے رشتے تھے۔ مرکز سے کوئی بزرگ یا خاندان حضرت اقدس کا کوئی فرد راولپنڈی آتا تو اس کی ہر ممکن میزبانی، پذیرائی اور خدمت کرنا اپنے لئے اور جماعت کے لئے ایک اعزاز سمجھتے۔ امام وقت سے آپ کی محبت عقیدت، اطاعت و فرمانبرداری کی ایک مثال یہ ہے کہ آپ کے بچوں کی یہ بڑی خواہش اور تمنا تھی کہ آپ پاکستان چھوڑ کر اُن کے پاس لندن یا کینیڈا آئیں اور بڑھاپے کے باقی ماندہ ایام میں آرام کریں مگر آپ عمر رسیدہ ہونے اور بعض مستقل عوارض لاحق ہونے کے باوجود ہمیشہ انہیں یہ کہہ دیتے کہ جب تک حضور کی منشاء اور اعتماد حاصل ہے میں جماعت کی خدمت کرتا رہوں گا اور کبھی حضور سے اپنی بیماری یا بڑھاپے کے پیش نظر اپنی ذمہ داریوں

سے سبکدوش ہونے کی اجازت نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ آپ نے زندگی کے آخری دم تک خلافت سے کئے گئے اپنے عہدوفا کو خوب نبھایا۔

مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کا خاندان پاراچنار صوبہ سرحد سے تعلق رکھتا ہے جو تقریباً 1893ء میں ضلع اٹک کے علاقے چونترہ سے جو کوہاٹ روڈ پر واقع ہے یہاں آکر آباد ہوا۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے عزیز رشتہ دار اور دیگر احمدیوں کا خوست سے ادھر آنا جانا رہتا تھا۔ انہی بزرگوں کے طفیل پارہ چنار میں احمدیت کا بیج بویا گیا اور مکرم فضل الرحمٰن صاحب کے والد مکرم عبدالغفور خان صاحب کو 1924ء میں قادیان جاکر حضرت مصلح موعود کی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ ان کی بیعت کے اصل محرک مکرم خان شمس الدین صاحب امیر جماعت پشاور کے بڑے بھائی مولوی مسیح الدین صاحب تھے جن کا کاروبار کے سلسلہ میں پارہ چنار آنا جانا رہتا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کے دادا مکرم مولوی شرف الدین صاحب ایک عالم دین تھے اور مقامی مسجد میں امام الصلوٰۃ تھے آپ اگرچہ دل سے صداقت احمدیت کے قائل تھے مگر قبول احمدیت کی سعادت پہلے ان کے بیٹے یعنی مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کے والد صاحب کو حاصل ہوئی۔ تاہم 1936ء میں آپ کے دادا جان کو بھی حضرت مصلح موعود کی بذریعہ خط بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اُس وقت ان کی عمر تقریباً 106 سال تھی مگر بالکل صحت مند اور توانا اور بقائمی ہوش وحواس تھے۔ بیعت کے تقریباً چھ سال بعد 1942ء میں آپ نے وفات پائی۔ 1939ء میں مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کے والد محترم اپنے اہل وعیال کے ہمراہ جوبلی کے جلسہ میں شرکت کیلئے قادیان تشریف لے گئے اُس وقت تک آپ کی والدہ صاحبہ نے بیعت نہیں کی تھی اگرچہ وہ بہت نیک، دُعاگو اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ قادیان میں حضرت مصلح موعود کے گھر میں خواتین کی حضور سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی دوران خواتین کی بیعت شروع ہوئی مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کی والدہ اور دونوں بہنیں بھی اُن خواتین میں شامل تھیں چنانچہ انہیں بھی اس بابرکت جلسہ کے موقع پر بیعت کرنے اور یوں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب 26 دسمبر 1929ء کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے مڈل کا امتحان اپنے آبائی گاؤں سے پاس کیا اور کوہاٹ ڈسٹرکٹ میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ نویں جماعت میں داخلہ راولپنڈی کے مشن ہائی سکول میں لیا جہاں وہ ڈھوک رتہ میں اپنے ایک ماموں کے پاس مقیم تھے یہاں بھی آپ نے اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے اور نویں جماعت کے امتحان میں سکول میں اوّل آئے۔ مگر اسی دوران آپ کے والد صاحب جو محکمہ مال میں ملازمت کرتے تھے کی پوسٹنگ پشاور میں ہوگئی اور والد صاحب کی خواہش پر آپ کو مشن ہائی سکول راولپنڈی سے مائیگریشن لینا پڑی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر اور ٹیچرز نے آپ جیسے ذہین اور قابل طالبعلم کو بادل نخواستہ سکول چھوڑنے کی اجازت دے دی چنانچہ اس کے بعد آپ نے 1947ء میں پشاور سے میٹرک کا امتحان بڑے اعزاز کے ساتھ پاس کیا اور پورے ضلع میں ٹاپ کیا۔ ایف ایس سی اسلامیہ کالج پشاور سے پاس کرنے کے بعد آپ نے 1950ء میں لاہور کے انجینئرنگ کالج میں میرٹ پر داخلہ لیا یہ بات قابل ذکر ہے کہ اُس سال 13 احمدی طالب علموں کو انجینئرنگ کالج میں میرٹ پر داخلہ ملا تھا۔ یونیورسٹی کی کل 120 نشستوں میں سے 13 نشستوں پر احمدی طلبہ کو داخلہ ملنے پر حضرت مصلح موعود نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ اس وقت محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر تھے۔ مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے ایک ملاقات میں خاکسار کو بتایا کہ اُن ایام میں ہمارا اکثر ربوہ آنا جانا رہتا تھا جہاں حضرت مصلح موعود سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا۔ 52-1951ء میں جبکہ میں انجینئرنگ کے دوسرے سال میں تھا اور خدام الاحمدیہ حلقہ انجینئرنگ کالج کا زعیم تھا ایک ملاقات میں مجھے حضور نے احمدیہ انٹرکالجیٹ ایسوسی ایشن کو ازسرنو منظّم کرنے کا ارشاد فرمایا جب میں نے اپنی کم مائیگی کا ذکر کرتے ہوئے اس بارے میں کوئی سرپرست یا گائیڈ مقرر کرنے کی درخواست کی تو حضور نے مکرم قاضی محمد اسلم صاحب کا نام لیا جو اس وقت گورنمنٹ کالج لاہور میں وائس پرنسپل تھے۔ چنانچہ میں نے لاہور آتے ہی مکرم قاضی صاحب سے ملاقات کی اور حضور کا پیغام اُن تک پہنچایا حضور کے حکم کے مطابق احمدیہ انٹرکالجیٹ کی تنظیم نو کی گئی۔ جس نے بعدازاں احمدیت کی دعوت اور اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں بڑا فعال کردار ادا کیا۔ انہیں ایام میں حضرت مصلح موعود نے اپنی علالت کے باعث علاج کیلئے ربوہ سے لاہور جانے کا پروگرام بنایا تو مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے ربوہ جاکر حضور سے ملاقات کرکے اور آپ کو خدام الاحمدیہ انجینئرنگ کالج کے حلقہ کے زیر اہتمام ایک تقریب سے خطاب کرنے کی دعوت دی جسے حضور نے اپنی علالت کے باوجود قبول کرکے آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ چنانچہ تاریخ احمدیت میں اس تقریب کی رُوداد ان الفاظ میں محفوظ ہے۔

''2 شہادت/اپریل 1951ء کو بعد از نماز عصر انجینئرنگ کالج لاہور کے احمدی نوجوانوں نے حضرت مصلح موعود کے اعزاز میں ایک دعوت عصرانہ دی یہ دعوت تعلیم الاسلام کالج کے احاطہ میں دی گئی جو اُس دور میں لاہور ہی میں تھا۔ حضرت مصلح موعود نے اس موقع پر ایک پُرمعارف لیکچر دیا۔ حضور نے سورۃ ممتحنہ کے آخری رکوع کی آخری آیت کی روشنی میں جس میں خداتعالیٰ کی صفت مصور کا ذکر ہے۔ فن انجینئری کے اصول کا ذکر فرمایا۔ اس تقریب میں انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ایس ڈی مظفر مرحوم اور پروفیسروں کے علاوہ اکابر سلسلہ میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 294)

تحصیل علم سے فراغت کے بعد مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب اپنی ملازمت کے سلسلہ میں سندھ، پنجاب اور صوبہ سرحد کے کئی شہروں میں تعینات ہوئے اس دوران آپ نے جہاں دُنیاوی لحاظ سے اہم اور ذمہ دار عہدوں پر کام کرکے نیک نامی حاصل کی وہاں ان مقامات پر آپ کو دینی خدمات کی بھی توفیق ملی۔ چنانچہ حیدرآباد سندھ میں آٹھ سال (1958ء تا 1967ء) قیام کے دوران آپ کو قائد ضلع اور قائد علاقہ اور پھر قاضی ضلع کی حیثیت سے خدمات کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کی حیدرآباد میں تعیناتی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اپنے بابرکت دور خلافت کے ابتدائی سالوں میں جب حیدرآباد تشریف لے گئے تو مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری کے وسیع وعریض گیسٹ ہاؤس میں حضور اور آپ کے قافلہ کے ارکان کے قیام وطعام کا تسلی بخش انتظام فرمایا۔ پھر حیدرآباد سے ناصرآباد سٹیٹ تک سفر کے دوران حضور کی گاڑی ڈرائیو کرنے کا بھی آپ کو اعزاز حاصل ہوا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حیدرآباد کے نواح میں لطیف آباد کی خوبصورت احمدیہ بیت الذکر کا نقشہ بھی مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے تیار کروایا جسے حضور نے منظور فرمایا اور بعد میں اس بیت الذکر کا سنگ بنیاد بھی حضور نے ہی رکھا۔ حیدرآباد سے مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب بنوں شوگر ملز میں بطور مینیجر ٹرانسفر ہوئے تاہم ایک سال بعد آپ کو اسی شوگر ملز کا جنرل مینیجر بنا دیا گیا۔ یہاں آپ نے تقریباً ساڑھے سات سال خدمات انجام دیں۔ 1974ء کے پُرآشوب دور میں جبکہ احمدیوں پر پاکستان میں ہرجگہ زمین تنگ کردی گئی تھی مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے حالات کا بڑی جوانمردی اور بے باکی سے مقابلہ کیا تاہم بالآخر ڈپٹی کمشنر بنوں کے مسلسل اصرار اور مشورے پر آپ کو بمع اہل وعیال رات اڑھائی بجے کے قریب پولیس گارڈ کی معیت میں بنوں سے ہجرت کرنا پڑی اور آپ براستہ میانوالی اپنے گاؤں چونترہ تشریف لے گئے۔ شدید گرمی کے موسم میں گاؤں کے کچے مکانوں میں جہاں بجلی تھی نہ روشنی آپ کے اہل وعیال کو محض احمدیت کی خاطر انتہائی نامساعد حالات میں گزراوقات کرنا پڑی۔ یہاں سے مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے راولپنڈی میں PIDC کے دفتر میں آکر کراچی میں اپنے ہیڈ کوارٹر کو بنوں کی صورتحال سے اور بامر مجبوری اپنی ہجرت کے حالات سے آگاہ کیا تو PIDC کے چیئرمین نے جو احمدیت کا ایک شدید مخالف تھا آپ کو فوراً واپس بنوں جانے کا حکم دیا مگر خدائی تقدیر نے اس دشمن احمدیت کو رسوا اور ذلیل کیا اور وہ اپنے ناپاک مقاصد میں کامیاب نہ ہوا۔ اسی دوران حکومت نے پی ایم ڈی سی کے نام سے ایک الگ ادارہ قائم کیا اور اس کے جنرل مینیجر کی حیثیت سے تقرری کیلئے ارباب اختیار کی نظر مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب پر پڑی۔ چنانچہ 1974ء سے 1979ء تک تقریباً پانچ سال آپ نے اس اہم عہدہ پر کام کیا۔ بعدازاں سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن قائم ہوئی تو آپ کو کوہاٹ سیمنٹ فیکٹری کا جنرل مینیجر مقرر کیا گیا چھ ماہ بعد ہی آپ کو فیکٹری کا مینیجنگ ڈائریکٹر بنادیا گیا اور اس حیثیت سے آپ کو پانچ سال تک خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 1984ء میں فیکٹو گروپ آف انڈسٹریز کی خواہش پر مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے 35-36 سال کی سرکاری ملازمت کو خیرآباد کہتے ہوئے فیکٹو گروپ میں پروجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے جوائن کیا اس عہدہ پر آپ کو تقریباً 13 سال تک کام کرنے کا موقع ملا اور بالآخر 1997ء میں اُس سے علیحدگی اختیار کی اور پھر ہمہ تن جماعتی خدمات کیلئے خود کو وقف کردیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فیکٹو گروپ سے عملاً علیحدگی کے باوجود اس گروپ نے مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب کو اپنے بورڈ آف ڈائریکٹر کا بدستور ممبر رکھا اور وہ آپ کی خداداد صلاحیتوں اور قابلیت سے اب بھی فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ جب بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ ہوتی تو آپ کو ضرور مدعو کیا جاتا اور آپ کے مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

دنیاوی اور جماعتی اہم عہدوں پر فائز رہنے کے باوجود محترم فضل الرحمٰن خان صاحب انتہائی حد تک منکسر المزاج۔ نیک دل اور غریب پرور تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جماعتی نظام بالخصوص خلافت سے والہانہ محبت اور خلیفہ وقت کی ہردم اور ہرآن اطاعت وفرمانبرداری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کی ہر محفل میں خلافت کی برکات کے ہی تذکرے ہوتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا اوڑھنا، بچھونا اور زندگی کا مقصد ہی بس اطاعت امام ہے۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ لاہور چھاؤنی تحریر کرتے ہیں۔

حلقہ جنوبی چھاؤنی کے تین اطفال عثمان احمد ولد مکرم سیف اللہ احسان صاحب، منعم ایوب ولد مکرم ایوب احمد صاحب ، سید ذیشان احمد ولد خاکسار سید حسین احمد مربی سلسلہ کی تقریب آمین مورخہ 3/ اکتوبر 2012ء کو منعقد ہوئی۔ حلقہ کے بزرگ مکرم میاں رفیق احمد صاحب گوندل (نواسہ حضرت میاں محمد شریف صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور داماد مکرم ملک عمر علی کھوکھر صاحب سابق امیر جماعت ملتان) نے بچوں سے قرآن سنا اور دعا کروائی۔ ان اطفال کو مکرم رانا سمیع اللہ خان صاحب صدر حلقہ کی طرف سے قرآن کریم تحفۃً پیش کئے گئے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے زندگی بھر مالا مال کرتا رہے۔ آمین

ولادت

مکرم انور اقبال صاحب مربی سلسلہ حلقہ وحدت کالونی لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے بعد 20 ستمبر 2012ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام فضل عمر ثاقب تجویز ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بچوں کو نیک، صالح، فرمانبردار، والدین کیلئے قرۃ العین اور امام وقت کے اطاعت گزار بنائے نیز صحت و تندرستی والی لمبی فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم ناصر احمد طاہر صاحب سیکرٹری صنعت و تجارت نصیر آباد رحمٰن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ 18 نومبر 2012ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وقف نو کی مبارک تحریک میں قبول فرمایا ہے اور عاشر احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم حافظ محمد اشرف شاکر صاحب نصیر آباد رحمٰن ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مرحوم خانیوال کا نواسہ ہے۔ احباب سے نومولود کو کی صحت و سلامتی درازی عمر، نیک، صالح، خادم دین ہونے اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کی دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ وکالت علیا تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے ماموں مکرم مبارک حمید اللہ صاحب مؤرخہ 2 نومبر 2012ء کو بعمر 78 سال وفات پا گئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اس لیے تدفین کے لیے میرے بھائی مکرم میاں محمد محمود احمد صاحب آپ کی میت جرمنی سے ربوہ لائے۔ بیت المبارک میں بعد نمازِ ظہر آپ کی نمازِ جنازہ مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد آپ کے چچازاد بھائی مکرم مبارک احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع حافظ آباد نے دعا کروائی۔ مکرم ماموں جان 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت اپنے دادا محترم میاں محمد مراد صاحب اور والد مکرم ماسٹر غلام محمد عبد صاحب کے ساتھ اپنے آبائی شہر حافظ آباد منتقل ہو گئے۔ بعد ازاں روزگار کے سلسلہ میں سانگلہ ہل اور پھر لاہور میں اپنا ذاتی مکان خرید کر وہاں رہائش اختیار کی اور 1991ء میں جلسہ سالانہ لندن پر گئے اور وہاں سے اپنے بھانجے مکرم میاں محمد محمود احمد صاحب سابق صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کے پاس چلے گئے اور تاوقتِ وفات ان کے پاس مقیم رہے۔ ہمارے ماموں جان نائب قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک لمبا عرصہ زعیم مجلس انصاراللہ لمس ہائن (Limes Hine) بھی رہے اور ساتھ ساتھ امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ آپ بہت زندہ دل اور پیار کرنے والے بزرگ تھے آپ کی تربیت میں قادیان دارالامان کا رنگ نمایاں دکھائی دیتا تھا۔ نظامِ جماعت اور خلافت کے ساتھ فدایانہ محبت تھی۔ سلسلہ کے لیے اپنے دل میں بہت درد رکھتے تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ماموں کے ساتھ رحمت اور بخشش کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ریاض احمد ملک صاحب امیر ضلع چکوال تحریر کرتے ہیں۔

مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب ولد مکرم ملک عبداللہ خان صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع چکوال ساکن دوالمیال بقضائے الٰہی مورخہ 16 نومبر 2012ء کو بعمر 92 سال وفات پا گئے۔ 17 نومبر 2012ء کو دوالمیال میں صبح نو بجے مکرم امان اللہ صاحب مربی ضلع چکوال نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدازاں بوجہ موصی ہونے کے میت ربوہ لائی گئی۔ نماز ظہر کے بعد مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب نے بیت المبارک ربوہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ آپ کے والد محترم ملک عبداللہ خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے اور آپ کے زمانہ میں دوالمیال میں 64 سے زیادہ رفقاء حضرت مسیح موعود تھے اور احمدیہ دارالذکر دوالمیال ان رفقاء سے نہ صرف پانچ وقت نماز کیلئے بلکہ تہجد کیلئے بھی بھری ہوتی تھی۔ آپ موصی تھے اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب اسی ماحول میں پروان چڑھے اور اسی پاک ماحول میں اور اعلیٰ تربیت کا اثر تھا کہ آپ نے بھی جوانی میں ہی وصیت کر دی۔ اور آپ نے تمام زندگی اور دم آخر تک خدمت احمدیت کو مقدم رکھا۔ آپ نماز تہجد کے پابند، سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر، باجماعت نماز کا التزام کرنے والے ، روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، تمام جماعتی چندہ جات کو بروقت اور باقاعدگی سے ادا کرنے والے تھے۔ آپ کی وفات پر جب دفتر کارپرداز میں آپ کے بقایا جات کے متعلق دریافت کیا گیا تو جواب ملا کہ آپ نے تمام چندے بروقت ادا کئے ہوئے ہیں اور کسی قسم کا کوئی بقایا نہیں۔ آپ ایک زیرک انسان تھے۔ ہر ایک کے لئے دعا گو کسی کے اچھے کام کو دیکھ کر اس کو دل سے دعائیں دینے والے کسی کو دکھ اور تکلیف میں دیکھ کر اس کی ہر ممکن امداد کرنے والے اور ہر لمحہ محبت ہی محبت ان کے وجود میں تھی۔ آپ باوقار، قناعت شعار، صبح سے شام تک خدمت دین میں مگن۔ خلافت احمدیت سے سچی عقیدت اور جنون کی حد تک عشق کرنے والے تھے۔ حضور کے خطبات اور دیگر دینی پروگرام نہایت ادب سے دیکھتے اور سنتے تھے۔ جو بھی تحریک کی جاتی اس پر لبیک کہتے۔ کتب سلسلہ خریدنے، پڑھنے اور سنبھال کر رکھنے کا بہت شوق تھا اور اپنے گھر میں ایک لائبریری ''عزیز لائبریری'' کے نام سے بنائی ہوئی تھی۔ جس سے مختلف حوالہ جات لینے کی غرض سے خاکسار نے بھی بہت استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کی کاوشوں کی بدولت خاکسار ''ضلع چکوال تاریخ احمدیت'' کو مکمل کر سکا۔ حاجی صاحب امن پسند، متوکل اور ہر حال میں راضی بہ رضا رہنے والے ایک خوددار انسان تھے۔ احباب جماعت اپنے اہل خانہ، اہل محلّہ کے ساتھ سلوک نہایت مشفقانہ تھا۔ آپ نے اپنے بچوں کی تربیت بھی بہت احسن رنگ میں کی۔ جس طرح آپ احمدیت کے فدائی تھے۔ اسی طرح آپ کی اولاد بھی احمدیت کی فدائی ہے۔ مرحوم نے فوج میں ملازمت کی اور ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے سلطنت آف عمان میں ملازمت کی۔ وہاں سے آنے کے بعد آپ نے اپنے آپ کو احمدیت کی خدمت کیلئے وقف کر لیا اور صبح سے لے کر شام تک دفتر میں بیٹھ کر اور گھر میں بھی جماعت احمدیہ کا کام بخوبی سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے دو بیٹے مکرم حاجی عبدالغفار صاحب سیکرٹری مال دوالمیال، مکرم عبدالقیوم صاحب، دو بیٹیاں محترمہ بشارت بیگم صاحبہ، محترمہ بشریٰ فوزیہ صاحبہ، متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے درجات بلند کرے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

گوندل کے ساتھ پچاس سال

گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال

ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی

بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ

ہال: سرگودھا روڈ ربوہ

فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

(بقیہ از صفحہ 1۔ مکرم نصرت محمود صاحب کی شہادت)

ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے اس افسوسناک واقعہ پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سال 2012 میں کراچی میں احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ میں تیزی آئی ہے اور جماعت کے نمایاں عہدیداروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان واقعات کے بڑھنے کی ایک بڑی وجہ کسی مجرم کو سزا نہ ملنا ہے جس سے شرپسندوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ جبکہ کراچی سمیت ملک کے دیگر حصوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت پر مبنی اشتعال انگیز لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم کھلے عام جاری ہے اور متعدد بار انتظامیہ کو اس جانب توجہ مبذول کرائی جا چکی ہے لیکن انتظامیہ کی جانب سے کبھی ٹھوس کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وطن عزیز میں نفرت پھیلانے والے فرقہ وارانہ مواد کا جائزہ لیتے ہوئے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے اور جماعت احمدیہ کے خلاف جاری نفرت و تشدد کی لہر کو روکا جائے اور جو لوگ اس شرانگیزی میں ملوث ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

درخواست دعا

۞ مکرم عابد انور خادم صاحب لندن تحریر کرتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ منیرہ ملک صاحب کینٹ لاہور کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور صحت والی لمبی زندگی دے

۞ مکرم رانا طلحہ احمد صاحب واقف نو دارالیمن وسطی ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی باسل احمد پر بائیسکل گر گئی جس کی وجہ سے اس کے منہ پر خاصی چوٹیں آئی ہیں۔ احباب سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم منصور احمد صاحب شہداد پور سے اطلاع دیتے ہیں کہ میرے والد محترم حاجی چوہدری مقبول احمد صاحب کی دائیں آنکھ کا کامیاب آپریشن کراچی کے ایک ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 29۔نومبر	
طلوع فجر	5:20
طلوع آفتاب	6:46
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:06

۞ مکرم طاہر مہدی صاحب مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ آصفہ کلیم صاحبہ اہلیہ مکرم کلیم احمد چوہدری صاحب کا جرمنی میں بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔ بیہوشی طاری ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء و کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ مکرم طارق محمود صاحب چیف انجینئر فیسکو۔ واپڈا کالونی فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

میری نواسی الویرا احمد بنت مکرم محمد آصف بشارت صاحب ساکن میڈرڈ سپین کا دایاں بازو گرم چائے گرنے کی وجہ سے جل گیا ہے۔ بچی شدید تکلیف میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے عزیزہ کی کامل شفایابی اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

واقفین نو توجہ فرمائیں

۞ ITHM کالج فیصل آباد میں ہوٹل مینجمنٹ اور پروفیشنل شیف ٹریننگ پروگرام کے کورسز میں داخلے جاری ہیں۔ آخری تاریخ 10 دسمبر 2012ء ہے۔ میٹرک۔ انٹر اور ڈگری پاس امیدواران مختلف کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے واقفین نو مزید معلومات کیلئے روزنامہ جنگ 27 نومبر 2012ء ملاحظہ فرمائیں۔ (وکالت وقف نو)

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

۞ دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔ اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔ مہربانی کرکے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جا سکے۔ ادارہ کو منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی خیال رہے کہ منی آرڈر خاکسار کے نام ہو۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

FR-10

Every piece a masterpiece

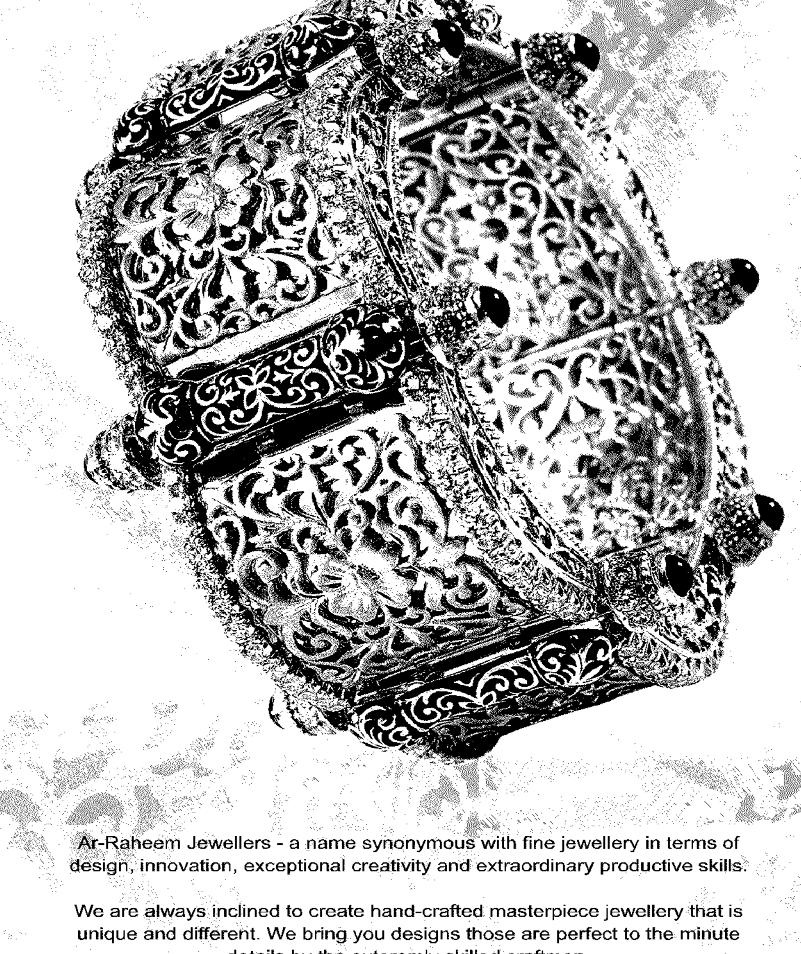

Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.

We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.

This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.

Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.

Ar-Raheem Jewellers

Ar-Raheem Jewellers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.

New Ar-Raheem Jewellers, 1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700

Ar-Raheem Seven Star Jewellers, Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block-8, Clifton, Karachi.